ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-35

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

اعجاز احمد میر
ایم فل اسکالر شعبہ اردو جامعہ آزاد جموں وکشمیر مظفر آباد
سید عاقب حسین شاہ
ایم فل اسکالر شعبہ اردو جامعہ آزاد جموں وکشمیر مظفر آباد
ریاض شفیع
ایم فل اسکالر شعبہ اردو جامعہ آزاد جموں وکشمیر مظفر آباد

اسلوب کے فکری و نظری مباحث

Ajaz Ahmad Mir*
M.phil Scholar Urdu Jama Azad Jamu Kashmir Muzaffarabad
Syed Aqib Hussain Shah
M.phil Scholar Urdu Jama Azad Jamu Kashmir Muzaffarabad
Riaz Shafi
M.phil Scholar Urdu Jama Azad Jamu Kashmir Muzaffarabad

***Corresponding Author:**

Intellectual and Theoretical Discussion on Style

This Article explores the multifaceted construct of style, transitioning beyond its colloquial Associative the research concludes that style is not a superficial overlay but a fundamental human Technology for meaning making. In a simple Asloob or style carries a deeper connotation of methodology, manner and the unique signature of a creator. It is the way usually a person chooses to express his taught. The study investigate how style functions as a nonverbal language that in code status, belonging and ideological orientations.

Key Words: *Style' Multifaceted' Colloquial' Superficial Overlay' Asloob' Connotation' Methodology' Creator' Investigates' Incodes' Orientation.*

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-35
ماخذ تحقیقی مجلہ

اسلوب کسی شاعر یا ادیب کی پہچان کا منفرد حوالہ گردانا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسے رویے، طرز فکر اور طرز تحریر کا منفرد حوالہ ہوتا ہے جو اسے دیگر شعراء یا ادباء میں اپنے مخصوص تاثر کی بنا پر ممتاز ٹھہراتا ہے۔ اس حوالے سے طارق سعید لکھتے ہیں:

"اسلوب مجرد الفاظ کا نام نہیں بلکہ مجموعی تاثر کا نام ہے۔ لفظوں کے انتخاب اور ترتیب جملوں کی ساخت وغیرہ اسلوب کی تشکیل کرتے ہیں۔ معنیٰ اسلوب کا ایک نسبتاً غیر اہم عنصر ہے۔ جس کا نہ ہونا اسلوب پر کوئی خاص اثر نہیں ڈالتا۔ ہر بڑے مصنف کا ایک خاص اسلوب ہوتا ہے اور اسی سے اس کی شناخت ہوتی ہے۔"(1)

اسلوب انگریزی لفظ "اسٹائل" کے مترادف ہے اور یونانی لفظ "Stylos" اسٹائیلاز اور لاطینی میں (Stylus) اسٹائیلس۔ شبلی کہتے ہیں اسے "سبک" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسلوب عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مادہ سلب ہے۔ جس کی جمع "اسالیب" ہے۔ اردو لغت میں اسلوب کے یہ معنی درج ہیں۔

"انداز، وضع، ڈھنگ، روش، طور، طرز روش، تحریر اور انداز نگارش"(۲)

جبکہ اکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق اسٹائل سے مراد لکھنے کا طریقہ، بڑے سیاق میں اظہار کا طریقہ کار اس لغوی تعریف کے علاوہ اسٹائیلس لاطینی ہے۔ جس سے مراد "قلم" ہے اور کسی ادبی شخصیت فرد گروہ کا دور کا اپنا منفرد طریق اظہار اور مصنف کا تخلیقی ضابطہ جس میں توضیح، قوت تاثیر اور حسن کے اجزا موجود ہوں اسٹائل کہلاتا ہے۔ بقول ابوالاعجاز حفیظ صدیقی:

"اسلوب سے مراد کسی ادیب یا شاعر کا وہ طریقہ ادائے مطلب یا خیالات وجزبات کے اظہار وبیان کا وہ ڈھنگ جو ایک خاص صنف کی ادبی روایت میں مصنف کی اپنی انفرادیت (انفرادی خصوصیات) شمول سے وجود میں آتا ہے اور چونکہ مصنف کی انفرادیت کی تشکیل میں اس کا علم، کردار، تجربہ، مشاہدہ، افتادِ طبع، فلسفہ حیات اور طرزِ فکر واحساس جیسے عوامل مل جُل کر حصہ لیتے ہیں۔ اسی لیے اسلوب کو مصنف کی شخصیت کا پرتو اور اس کی ذات کی کلید سمجھا جاتا ہے۔"(۳)

لہذا اسلوب مصنف کی شخصیت کا جزو لاینفک اور بے حد مربوط عنصر ہونے کے علاوہ فنی خصوصیات یا قوت اظہار کا امین ہے اور یہ لفظوں کے انتخاب اور فقروں میں ان کی مخصوص ترتیب سے تشکیل پاتا ہے۔ اس اعتبار

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-35
ماخذ تحقیقی مجلہ

سے ہر شخص یا مصنف کی ایک اپنی طرز ہوتی ہے۔ اس لیے یہ بنیادی طور پر ایک شخصی صفت ہے۔ جس سے اس کی پہچان ہوتی ہے۔ گائی۔این۔یوکاک کے مطابق:

> ”جب اسلوب کی مکمل تشکیل ہو جاتی ہے۔ تب وہ مصنف کی شخصیت کا ایک حصہ بن جاتا ہے۔ اور وہ آپ کو کھول کر دوسرے کے سامنے رکھ دیتی ہے۔ موضوع بھلے ہی آپ کو پسند نہ ہوں لیکن اسلوب تو بس آپ ہی میں آپکی دلچسپی آپ کی تعلیم اور علمی صلاحیت آپ کا اخلاق اور سیرت، یہ سب کے سب آپ کے قلم کے نکل پڑتے ہیں۔ اور کاغذ کے صفحے پر آپ جہاں چاہیں جم سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اس میں شبہ ہو تو کسی ایک ایسے پرانے لفافے کو لیجیے۔ جس پر پتا لکھا ہو اور دیکھیے کہ آپ نامعلوم مصنف کی صرف لکھاوٹ یا تحریر دیکھ کر کتنا کہنے میں کامیاب ہیں۔ جب آپ اپنے خیالات اپنے ہی الفاظ میں بیان کرتے تب آپ قاریوں کے لیے اپنے دماغ کے انکاس ہی کھول کر رکھ دیتے ہیں۔“(۴)

پس کسی بھی کلام کے مخصوص و موثر بیان کا نام اسلوب ہے۔ جو لسانی اظہار کا ایک مخصوص ڈھنگ ہے۔ جو شخصیت اور موضوع سے تعلق رکھتا ہے۔ کوئی بھی ادیب یا شاعر اپنے الفاظ کے انتخاب کی وجہ سے اپنی عبارت کی تشکیل کے باعث اور اپنی توقیت کے خصائص کے اعتبار سے پہچانا جاتا ہے۔ اسلوب کا مترادف ”سبک“ بھی ہے۔ یہ لفظ بطور اصطلاح کے جب ادبیات میں استعمال ہوتا ہے تو اس سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ کسی فن کار کے ادراک کی روشِ خاص اور اس کے یہاں بیان افکار۔ اسے ایسا جاننا چاہیے کہ اس کی ترکیب کلمات، انتخابِ الفاظ اور طرز تعمیر کیا ہے۔ کیونکہ ”سبک“ ادبی فن پاروں میں معنی اور صورت پردہ کے اعتبار سے مد نظر رہتا ہے۔ اور ناقدین اس بات کا پتا چلاتے ہیں کہ ادیب یا فن کار کا طرز تفکر، اظہار حقیقت کے سلسلے میں کیا ہے۔ پس سبک دو چیزوں کو محیط ہے۔ فکر یا معنی اور صورت تشکیل اسلوب کے ضمن میں عابد علی عابد لکھتے ہیں:

> ”اسلوب دراصل فکر و معانی اور ہیت و صورت یا مافیہ و پیکر کے امتزاج سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن انتقادی تصانیف میں اکثر و بیشتر کلمات مستعملہ کے معنی متعین نہیں ہوتے اور اسلوب کو محض انداز نگارش، طرز بیان کہہ کر اس کلمے کی وہ تمام دلالتیں ظاہر نہیں کی جاسکتیں جن کا اظہار مطلوب ہے۔(۵)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-35

ماخذ تحقیقی مجلہ

یوں کسی بھی کلام کے مخصوص و موثر بیان کا نام اسلوب ہے۔ جو انسانی اظہار کا ایک مخصوص ڈھنگ ہے جو فن کار کی شخصیت اور موضوع سے تعلق رکھتا ہے۔ جو اجتناب، انتخاب، خوبی، امتزاج، خوبی تناسب اور غیر موجود عناصر کے اظہار کے لیے غیر معمولی آلہ کار پر مبنی ہوتا ہے۔ یہ صنائع بدائع اور شوکت و علومیت کے تمام عناصر سے مملو و مزین ہوتا ہے۔ اور اس کا تعلق شخصیت اور موضوع سے ہوتا ہے۔

اسلوب کی ماہیت کو جاننے کے لیے مصنف کی شخصیت کے علاوہ اسلوب اور خیال کے آپس میں تعلق کو بھی پیش نظر رکھنا ناگریز ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ اسلوب بنیادی طور پر وسیلہ ہے۔ اظہار و خیالات واحساسات کا اس لیے کہ اگر کوئی ادیب اپنے خیالات واحساسات کو قاری تک پہنچانے سے قاصر رہا تو لا محالہ اس کو اسلوب کا نقص تصور کیا جائے گا۔ ابلاغ کی ہر خوبی ہے کہ جس کے بغیر اسلوب کا تصور ممکن نہیں لہذا اس ضمن میں اس مشق کے حصہ اول میں بڑی بات ہو چکی ہے لہذا مزید تفصیل یہاں لاحاصل ہے۔ بقول ڈاکٹر منظر عباس نقوی:

> "اسلوب ادیب کی شخصیت کا مظہر بھی ہے۔ ابلاغ خیال کا وسیلہ بھی اور ادب کا ایک اہم تقاضا ہیں۔ اسلوب کے یہ تین پہلو بادی النظر میں ایک دوسرے سے بہت دور دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں اس طرح شیر و شکر ہیں کہ ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ شخصیت کا حقیقی مظہر وہی اسلوب ہو سکتا ہے۔ جس کے ذریعے مصنف کے خیالات اور احساسات سادگی اور پرکاری، وضاحت اور جامعیت، شائستگی اور سلیقے کے ساتھ قاری تک منتقل ہو جائے۔"(۶)

اسلوب کے لسانی پہلو ضمن میں یہ کہنا بے جا نہیں ہو گا کہ زبانوں میں ہر وقت شکست و ریخت اور ترقی و تعمیر کا عمل جاری رہتا ہے۔ ہر دور کا ادیب کا شاعر بنیادی طور پر اپنے عہد کی زبان استعمال کرتا ہے۔ اس ضمن میں حافظ محمود شیرانی لکھتے ہیں کہ:

> "انسان جس طرح شکل و صورت، رنگ دلون، اخلاق وطبائع اور مزاق میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اسی طرح اظہار خیالات اور ادائے مطالب میں ایک دوسرے سے منفرد ہیں۔ مثلا ایک عہد کے دو انشا پرداز لیے جائیں جو ایک ہی مضمون پر طبع آزمائیں تو ہم دیکھیں گے ان میں ادائے مضمون، انتخاب الفاظ اور اسلوب کلام میں نمایاں تفاوت ہو گا۔(۷)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-35

اس ضمن میں میر تقی میر اور محمد رفیع سودا یا غالب اور مومن کے کلام سے مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ یہ شاعر یا ادیب خواہ کسی بھی مرتبے کا حامل کیوں نہ ہو۔ شاعر یا ادیب الفاظ کا ایک خاص ذخیرہ رکھتا ہے۔ جس کے ذریعے سے وہ اپنے مطالب ادا کرتا ہے۔ اس ذخیرے میں یعنی الفاظ تراکیب و محاورات، اشارات و کنایات، تشبیہات و استعارات اور صفات اسی نوعیت کی ہوں گی۔ جو شاعر یا ادیب کی نظر میں زیادہ مقبول و مطبوع ہوں گے۔ اس وجہ سے ان کا استعمال وہ بالارادہ یا بلا ارادہ اپنے فن پارے میں زیادہ کرے گا۔ کیونکہ یہ اس کے روزمرہ کا حصہ بن چکے ہیں۔ لسانی اعتبار سے یہی اختلاف اور تنوع پر شاعر یا ادیب کے اسلوب میں مخصوص انفرادیت جنم دیتا ہے۔ علاوہ ازیں فرسودہ الفاظ کو نئے معنی دینا یا نئی تراکیب کا گھڑنا، عبارت میں جو ندرت و جدت کا باعث ہوا کرتی ہے ہیں۔ وہ بھی اسلوب کی تشکیل میں مدد فراہم کرتی ہیں۔ لیکن ضروری نہیں کہ وہ نئی تراکیب ہی سے کام لے۔ اچھا شاعر یا ادیب الفاظ و تراکیب کے محل استعمال میں تبدیلی اور فقروں کی بناوٹ میں ردوبدل سے بھی کام لیتا ہے۔

اسلوب دراصل خیالات ہی کا عکس ہوتا ہے۔ اگر خیالات میں الجھاؤ ہے تو پھر لامحالہ اسلوب میں بھی خود بخود الجھاؤ پیدا ہو جائے گا۔ شاعر یا ادیب کے ذہن کا یہ الجھاؤ کبھی دقیق اور نامانوس الفاظ کا سہارا لیتا ہے تو کبھی دور از کار تشبیہات کا۔ جو شاعر یا ادیب اپنے موضوع کا واضح تصور رکھتا ہے۔ اس کے فقروں میں تحریر میں خود بخود سادگی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ شائستگی کی علامت ہے اور بجائے خود ایک ایسا حسن ہے جس پر لاکھوں آرائش نثار کی جا سکتی ہیں۔ اور جو شعراء وادبا ادب برائے ادب کے علمبردار ہیں اور عبارت آرائی کے لیے شعوری طور پر اہتمام کرتے ہیں ان کا اسلوب ابلاغ کے وصف سے محروم ہو جاتا ہے۔ کم سے کم الفاظ میں زیادہ خیال ادا کرنا اسلوب کی ایک بڑی خوبی ہے جیسے جامعیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سادگی، شائستگی اور جامعیت کے علاوہ اسلوب کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں قطعیت پائی جائے۔

اسلوب کا ایک اور اہم پہلو "فنی" ہے جسے اسلوب کی آرائش زیبائش کہا جاسکتا ہے فنی اعتبار سے اسلوب کے دلکش ہونے میں متعدد عناصر کام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ مثلاً خیالیاتی عنصر جس کی بنیادی صفت، ہم آہنگی کہی جاسکتی ہے۔ اس میں توازن اور ہم آہنگی، الفاظ کا چناؤ، فقروں کی بناوٹ، دلیلوں کی ترتیب اور لہجے کے زیر و بم سے متعین ہوتی ہے۔ جو اسلوب میں نہ صرف نفاست پیدا کرتی ہے بلکہ اسے انفرادیت سے ہمکنار کرنے میں بھی اہم کردار انجام دیتی ہے۔ جمالیاتی پہلو کے علاوہ اسلوب کے فنی مطالعے میں جذباتی پہلو بھی قابل لحاظ ہے۔ جذباتی عنصر کے نتیجے میں اسلوب میں زور، جوش، توانائی یا گداز والم یا پھر مزاح، ظرافت اور بذلہ سنجی پیدا ہوتی ہے۔ اور جمالی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-35
ماخذ تحقیقی مجلہ

وجذباتی عناصر کے امتزاج سے فن پارے کو بلند فنی معیار سے ہمکنار کرتا ہے۔ توانائی کی صفت کے موجود ہونے سے قاری کی توجہ بیدار ہوتی ہے اور اس کے قلب وذہن میں مصنف کے تجربات ومشاہدات اور کیفیات جاندار انداز میں وضاحت اور تابناکی کے ساتھ اثر کر جاتے ہیں۔

اسلوب کے فنی مطالعے کا ایک اور پہلو ادراکی یا تخیلی ہے۔ جس سے اسلوب میں خیال افروزی اور تصویریت پیدا ہوتی ہے۔ ادراکی کا تعلق زبان کی صفائی اور قطعیت سے بھی ہے۔ گویا زبان کے سلیس یا دقیق ہونے کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ یہ اسلوب کے مطالعے کی چاروں شاخوں میں در آتا ہے۔ اسلوب کے لسانی، فکری، شخصی اور فنی پہلوؤں کے علاوہ اس کی بعض اور خوبیاں بھی ممکن ہیں۔ لیکن وہ مطلق بالذات نہیں ہیں۔ بلکہ اپنے مقصد کے حوالے سے یہ صفات یا خوبیاں قرار پاتی ہیں۔ کسی خاص صورت میں اسلوب کو کونسی صفات موزوں ہیں اس کا دارومدار دو باتوں پر ہے۔ ایک تو مصنف کی کیفیت یا مزاج اور دوسرے اس کے موضوع کی نوعیت وماہیت۔ پس اسلوب کی مثال ایک منشور کی سی ہے کہ جب اس پر سورج کی کرن پڑتی ہے تو سات رنگ منعکس ہوتے ہیں۔ لیکن ان رنگوں کی الگ الگ کوئی مستقل حیثیت نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ ایک کل کے اجزا ہوتے ہیں۔ اسلوب تحریر کا بے ساختہ پن ہوتا ہے۔ جو مصنف کی شخصیت اس کے افکار اور اس کی زبان میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ جس کا اظہار وہ مخصوص انداز میں کرتا ہے اور افکار کا لاحقہ، ابلاغ اچھے اسلوب کی بنیادی صفت ہے۔ البتہ اس میں انفرادیت کا عنصر بھی لازم ہے۔ اس ضمن میں مرے لکھتا ہے۔

> "A style must be individual because it is the expression of an individual mode of feeling". (8)

اردو کی مخصوص تہذیبی فضا سے نثر کے چند اسالیب نے جنم لیا ہے۔ مثال کے طور پر بیگماتی زبان، قلعہ معلی کی زبان اور فسانہ عجائب، نوطرز مرصع، فسانہ آزاد کا مقفّع ومسجع اور تعقیدی اسلوب ان میں سے کوئی بھی اسلوب "معیاری" نہیں بن سکا۔ یعنی ایسا NORM جسے حاصل کرنے اور اس پر اپنی انفرادیت کی چھاپ لگانے کی تمنا پر لکھنے والے کا نصب العین ٹھہرے۔ اسلوب کی اساسی خوبی شفافیت اور تزہین سے مل کر مکمل ہوتی ہے۔ اول الذکر فن کار سے بے حد احتیاط کا مطالعہ کرتی ہے۔ اور اس کے بدون تاریکی سے روشنی اور اضطراب سے سکون ومسرت ظاہر نہیں ہو سکتی اور نہ ہی فنکار کو تزہین مل سکتی ہے۔ اسلوب کی شفافیت صرف ایک لفظ، محاورہ یا ایک

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-35

اشعارے سے ہماری توجہ کے رخ کو موڑ دیتی ہے اور پھر جوڑے گئے زاویوں سے ہی صاحب اسلوب فن کار فقروں کی تشکیل کرنے لگتا ہے۔ بقول طارق سعید:

> ”لوکس نے شفافیت کی بجائے واجبیت کی اصطلاح پر اطمنان ظاہر کیا ہے اور شفافیت (Perspicuity) میں واجبیت (Decorum) کا عنصر بھی موجود ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ Perspicuity اور Propriety میں نہایت کم فاصلہ ہے۔ مفہوم ایک ہی ہے یا یوں کہیے کہ دونوں میں موجود ہوتی ہے گویا Perspicuity میں تین خصوصیات کا موجود ہونا نہایت ضروری ہے۔“[۹]

جن تین خصوصیات کے بارے میں درج بالا حوالے میں لوکس نے کہا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ خالصیت Purity

۲۔ معقولیت Propriety

۳۔ اختصار پسندی Precision

اسلوب کی خالصیت لفظوں کی ہنر مندی پر مشتمل ہے۔ ایسی تشکیل پر بھی جس کا تعلق زبان کے محاوروں سے ہوتا ہے۔ یا صنعتوں اور ضرب الامثال سے یا دوسری زبانوں سے لیے گئے محاوروں سے ی متروکات یا ایسے طریق سے استعمال سے کو بغیر سند کے رائج ہیں۔ جو بہترین اور بے حد معّیر ا استعمال سے مناسب ترین خیالات کا متوازن ترین طریقے سے اظہار کرتے ہیں۔

خالصیت کے لیے قواعد کی درستگی و صحت لازم ہے۔ قواعد اظہار پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور اظہار ان جذبات کی ترجمانی کرتا ہے جس کی فن کار ترسیل کرنا چاہتا ہے۔ قواعد کی غلطیاں، بیروی محاورے اور متروکات اور نئے الفاظ کا اسلوب کی خاصیت پر بہت اثر انداز ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں صاحب اسلوب کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ وہ ایسے الفاظ کا چناؤ کرے جو اس کے خیالات کو پراگندہ نہ کر سکیں۔ بلکہ خیالات کی مکمل طور پر عکاسی کریں کیونکہ اسلوب کی معقولیت سے ایک طرح کی شائستگی جنم لیتی ہے۔ اس ضمن میں عابد علی عابد نے قطعیت، سادگی اور اختصار کو اسلوب کی فکری صفات میں شامل کیا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-35

سادگی اس لیے ضروری ہے کہ زبان کا اصلی و بنیادی مقصد ابلاغ ہے۔ تاکہ شاعر یا ادیب کے خیالات وافکار اور جذبات قاری تک پہنچ سکیں۔ اور اگر وہ اس ابلاغ میں کامیاب نہ ہو سکی تو لا محالہ اس زبان کس تخلیقی ادب کا منصب ہی فوت ہو جائے گا۔

سادگی کے مقابلے میں قطعیت اسلوب کی وجہ صفت ہے جس میں فکر کے رشتے پیچیدہ اور جذبے کے پہلو دقیق ہوتے ہیں۔ ان کی آمیزش فطرتاً ایسے الفاظ کا اسرار کرتی ہے۔ جو چاہیں پیچیدہ ہوں لیکن وضاحت طلبی کے اعتبار سے وہ کسی طرح سادگی سے کم نہ ہوں۔

ایک اچھا مصنف صرف یہی نہیں جانتا کہ اسے کیا لکھنا چاہیے، بلکہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اسے کیا نہیں لکھنا چاہیے اس کا ایجاز وضاحت کو جنم دیتا ہے۔ اور وضاحت ایجاز کا باعث ہوتی ہے۔ اور ہی انشا پر وازی کا کمال ہے۔ ایجاز وابہام کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں۔ اس لیے بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر خیالات کا ابلاغ واظہار واضح طور پر نہ ہو سکے گا لا محالہ تو یہ کیفیت اسلوب کے نقائص میں شمار ہو گی۔ اسلوب سے متعلق اساسی بحث کی تلخیص خالصیت، واجبیت، معقولیت، شفافیت، شائستگی، اختصار، قطعیت اور سادگی جیسی اصطلاحوں میں مقید ہو جاتی ہے۔ جبکہ اسلوب کے تشکیل اجزا میں لفظ اور خیال دو بنیادی واساسی عناصر میں شمار کیے جاتے ہیں ان پر اس مشق کے حصہ اول میں تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔

اسلوب میں خیال کی ذیل میں اختصار وایجاز، سلاست، صفائی اور سادگی آجاتی ہے۔ جبکہ اختصار وایجاز کی بنیاد، قوت اظہار وابلاغ، سنجیدگی، اعتماد، انانیت، پرکاری، لطیف مزاح، شگفتگی، عکاسی، صوتی کیفیت، خوش آہنگی، انتخابیت اور علم و تجربہ جسے عناصر سے عبارت ہے۔

بقیہ الفاظ کی ذیل میں خطابت، زور باین اور موسقیت آجاتی ہے۔ جبکہ خطابت کے عناصر ترکیبی میں ترصیع، ترکیب، الفاظ کے جوڑے، استفہام انکاری، استفہام اقراری اور لف ونشر شامل ہیں۔ زور بیان میں کنایہ، استعارہ، تشبیہ و تمثیل اور وزن شامل ہیں۔ اور اسی طرح موسقیت کے تحت آہنگ وصوت، ہم مخزن حروف اور وزن آجاتے ہیں۔

عابد علی عابد نے اسلوب کی صفات کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے جن کی تفصیل یوں ہے۔

الف: اسلوب کی اساسی صفات:

سادگی، قطعیت، اختلال حواس اور اختصار

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-35

ماخذ تحقیقی مجلہ

ب:اسلوب کی جذباتی صفات:

زور بیان، گداز، مزاح، بذلہ سنجی

ج:اسلوب کی تخیلی صفات:

تجسیم، تخیل، مجاز و تشبیہ، استعارہ، خیال افروزی، تصویریت

د:اسلوب کی جمالیاتی صفات:

ترنم، اضافت، نغمہ

اسلوبیاتی تنقید میں دو رویے قابل ذکر ہیں۔ ان میں ایک رویہ فرانسی اور دوسرا جرمن ہے۔ اول الذکر رویہ اسلوب کو لسانیات سے متعلق گردانتا ہے۔ اس رویے کا اصل مقصد اسلوب کو ایک سائنس کے طور پر جنم دیتا ہے۔ جو زبان کے تمام اسالیب کا احاطہ کرتی ہو۔ یہ رویہ عملی تنقید کے تحت فن پارے میں حرف علت اور حروف صحیح کی آوازوں، آہنگ، لفظیات، فقروں کی اقسام اور دیگر اجزائے ترکیبی کو اپنا موضوع بناتا ہے۔ اور شماریات سے بطور خاص مدد لیتا ہے۔ دراصل یہ رویہ افقی پہلو کا موثر اور قدر کے مقابل مقدار کو اہمیت دیتا ہے۔ لیکن بسا اوقات یہ انداز نقد، اسلوب اور قواعد کی حد فاصل کو گڈمڈ کر دیتا ہے۔۔ اس کا اصل کام عام وادبی زبان کے اس تعلق کو پاناہے جو لائق تصدیق ہو۔

مذکورہ رویے کے بالکل الٹ جرمن رویہ لسانی ساخت کے پس پشت اسلوب کی روح یا نفسیاتی زاویے کو اہمیت دینے کا قائل ہے اس کے مطابق اسلوبیاتی تنقید کا کام یہ ہے کہ وہ فن پارے کی اس داخلی ساخت کو گرفت میں لے جو خارجی ساخت کو متعین کرتی ہے۔ یہ رویہ مقدار پر قدر کو ترجیح دیتا ہے۔ اور اسلوب کے متعدد پہلوؤں کی روشنی کے دائرے میں لانے کی کوشش کرتا ہے۔ البتہ جب یہ زبان لسانی ساخت سے منقطع ہو کر محض تخلیق کی روح کو نشان زد کرنے پر خود کو مامور کرے تو اس کا دائرہ کار مختلف ہو جاتا ہے۔

اسلوب کی اقسام تقریباً اکیس ہیں جن میں مشرق و مغرب ہر دو کی اقسام اسلوب شامل ہیں۔ مختصر یہ کہ اسلوب کا تعلق شخصیت سے ہے۔ ہر ادیب یا شاعر کا اسلوب ہوتا ہے اور ہر دوسرے سے جداگانہ صورت رکھتا ہے۔ یہ اسلوب جتنا ذاتی اور انفرادی ہو گا۔ اتنا ہی کامیاب ہو گا۔ اسلوب پر اپنے عہد کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ اس طرح ہم عصروں پر بھی اسلوبی اثر ہوتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-35

حوالہ جات

۱) طارق سعید۔ اسلوب اور اسلوبیات، لاہور: نگارشات، پاکستانی ایڈیشن۔ ۱۹۹۸ء۔ ص ۶

۲) فرمان فتح پوری (ڈاکٹر) سدیر اعلی۔ "اردو لغت۔ جلد اول (الف مقصورہ)۔ کراچی: اردو لغت بورڈ۔ طبع اول ۱۹۷۷ء، ص ۶۹۱

۳) ابو الاعجاز حفیظ صدیقی۔ "کشاف تنقیدی اصلاحات" اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان۔ طبع اول ۱۹۸۵ء ص ۱۳

۴) طارق سعید۔ "اسلوب اور اسلوبیات" لاہور۔ نگارشات پبلیشرز۔ پاکستانی ایڈیشن۔ ۱۹۹۸ء، ص ۱۱۴، ۱۱۵

۵) عابد علی عابد۔ اسلوب۔ لاہور: انجمن ترقی ادب۔ طبع دوم، جون ۱۹۹۶ء ص ۳۶

۶) منظر عباس تقوی (ڈاکٹر)۔ نثر، نظم اور شعر۔ (تنقیدی مضامین): علی گڑھ۔ ایجو کیشنل بک ہاؤس۔ بار اول ۱۹۷۸ء ص ۲۰

۷) مظہر محمود شیرانی (ڈاکٹر) "حافظ محمود شیرانی اور ان کی ادبی خدمات" (حصہ دوم) لاہور مجلس ترقی ادب۔ طبع اول جون ۱۹۹۵ ص ۹۴۲

۸) مظہر محمود شیرانی۔ حافظ محمود شیرانی اور ان کی علمی خدمات۔ حصہ دوم۔ ص ۹۴۳

۹) طارق سعید۔ اسلوب اور اسلوبیات۔ ص ۱۸۴

۱۰) عابد علی عابد۔ "اسلوب" ص ۹۷